خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 80

Track - 2

19:00

''سکون قلب انسان کو کس طرح حاصل ہوسکتا ہے''

سوال یہ ہے کہ بندے صراط مستقیم پر چلنے کے بعد بھی پریشانی میں کیوں مبتلا ہیں؟ صراط مستقیم پر چلنے کے بعد بھی اسے سکون کیوں نہیں ملتا؟ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جو وعدہ ہے وہ برحق ہے، سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت پڑی ہے وہ لوگوں سے خواہ مخواہ کی باتیں کرے، خواہ مخواہ وعدہ کرے۔ وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کرسکتا ہے۔ اس لئے چونکہ وہ جو چاہے کرسکتا ہے جو وہ کہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ اب یہ کہ ایک آدمی صراط مستقیم پر چل رہاہے پھر بھی وہ پریشان ہے تو اس کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ وہ صراط مستقیم پر چل ہی نہیں رہا ہے ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اب جس راستے کو آپ صراط مستقیم کہہ رہے ہیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ صراط مستقیم اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کے مطابق یہ صراط مستقیم ہے بھی یا ہم اس کو صراط مستقیم کہہ رہے ہیں۔اب مثلاً اس زمانہ میں صراط مستقیم پر چلنا یہ سمجھا جاتا ہے کہ آدمی نماز پڑھ لے ، روزہ رکھ لے، زکوٰۃ دے دے۔ جس آدمی نے نماز پڑھ لی، روزہ رکھ لیا، زکوٰۃ دے دی دوسروں کو پریشان نہیں کیا اس کو کہا جاتا ہے کہ صاحب وہ تو صراط مستقیم پر چل رہا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ سب سے پہلے نماز جو ہے اس کی اتنی اہمیت ہے کہ سو مرتبہ سے زیادہ قرآن پاک میں نماز قائم کرنے کی تاکید آئی ہے۔ یعنی حج روزہ زکوٰۃ یہ بعد کی بات ہے سب سے بڑا جو فرض ہے اور ارکان اسلام میںجس رکن کی سب سے زیادہ اہمیت ہے وہ نماز کی ہے۔ اس لئے کہ سب سے زیادہ ذکر نماز کا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں نے بھی دعائیں مانگیں مثلاً حضرت ابراہیم نے بھی یہ دعا مانگی کہ ربی اجعلنی مقیما الصلوٰۃ و من ذریتنی ...اے میرے رب مجھے نمازی بنا اور میری اولاد کو بھی نمازی بنا۔ کہنا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے بھی اللہ تعالیٰ سے یہی دعا مانگی کہ مجھے نمازی بنا اور میری ذریت کو میری اولاد کو بھی نمازی بنا۔ لیکن نماز جو ہے وہ بجائے خود ایک ایسا پروگرام ہے کہ جس کے پیچھے پورا قاعدہ ہے، ضابطہ ہے ، اصول ہے۔ مثلاً یہ ہے کہ بغیر وضو کے آپ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ مثلاً یہ ہے کہ آپ جسمانی طور پر ناپاک ہوں آپ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ آپ کے کپڑے ناپاک ہوں آپ کی نماز نہیں ہوسکتی۔وہ جگہ جہاں آپ نماز ادا کررہے ہیں وہ کسی بھی صورت سے ناپاک ہو آپ کی نماز نہیں ہوگی۔ ساتھ ہی ساتھ یہ ہے کہ اگر آپ کی روزی حلال نہیں ہے تو نماز نہیں ہوگی۔ تو اب ایک آدمی روزی کما رہا ہے کسی بینک

میں۔ سیدھی سی بات ہے۔ بینک کا کاروبار ہی سود ہے، حرام ہے۔ پوری کی
پوری۔ تونماز تو اس نے پڑھی لیکن صراط مستقیم پہ آپ کیسے کہہ سکتے
ہیں ۔آپ کہیں جی یہ تو دنیا کی مجبوری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تو مجبوری نہیں
مانتا۔ اللہ تعالیٰ نے تو ایک قانون بنادیا ہے۔ آپ کہیں جی روٹی کہاں سے
کھائیں۔ اگر آپ کو اللہ کے اوپر یقین ہو تو بھئی جب پرندوں کو روٹی ملتی ہے۔
چرندوں کو روٹی ملتی ہے۔ درختوں کو روٹی ملتی ہے۔ حشرات الارض کو روٹی
ملتی ہے۔ آپ کو کیوں نہیں ملے گی آپ تو اشرف المخلوقات ہیں؟ تو صراط
مستقیم پر ایک بندہ ہے ہی نہیں اور وہ نماز بھی پڑھ رہا ہے ، روزے بھی رکھ
رہا ہے ، حج بھی کررہا ہے تو اس کو پریشانی سے نجات کس طرح ملے گی؟
سب سے پہلے بنیادی بات ہے رزق حلال۔ اب رزق حلال تو ہے ہی نہیں ساری
دنیا میں آپ دیکھ لیں۔رزق حلال ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر گورنمنٹ کے ملازمین
ہیں وہاں بھی سود کی لعنت ہے۔ بینکنگ ہے وہاں بھی سود کی لعنت ہے۔ کسی
کمپنی میں آپ ملازم ہیں تو کمپنی بھی بغیر لون کے کاروبار تو وہ کر ہی نہیں
سکتی۔ تو اب یہ بات کہ صاحب ہم نماز پڑھتے ہیں اور ہمیں سکون نہیں ملتا
بھئی نماز تو ہوئی ہی نہیں سکون کیسے ملے گا؟ آپ صراط مستقیم کی جو
definition

ہے اسے پورا کریں۔رزق حلال ہو۔ پھر نماز قائم کریں۔دیکھئے سکون کیسے ملے
گا۔ تو یہ کہنا کہ صراط مستقیم پر چل کر سکون نہیں ملتا یہ اللہ تعالیٰ کا
وعدہ کیوں پورا نہیں ہوا ، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ
وہ صراط مستقیم ہے ہی نہیں جس کو ہم صراط مستقیم سمجھ بیٹھے ہیں۔
ہم لوگ حضور پاک ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عشق کا بھی دعویٰ کرتے
ہیں۔یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت ہمارے دلوں میں اتنی ہے نہ
ماں سے ہے، نہ باپ سے ہے، نہ اولاد سے ہے ، نہ خاندان سے ہے، نہ پوری
روایات سے ہے۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ ہر شخص اپنے ذہن میں یہ سوچتا ہے کہ
میں حضور پاک ﷺ سے محبت کرتا ہوں لیکن ہمارے اندر نہ حضور پاک ﷺ کا اخلاق
ہے ، نہ ہمارے اندر رسول اللہ ﷺ کی وہ زندگی جس طرح حضور زندگی گزارتے
تھے ، ہمارے اندر رسول اللہ ﷺ کی نہ وہ سیرت ہے کہ جس میں حضور نے ہر
چیز کی معافی رکھا ہے، ہر چیز کی معافی، ہرچیز کی معافی۔ ہر آدمی کو
معافی فرماتے رہتے تھے۔ یہاں صورت یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں آپس میں لڑ لڑ
کے لہولہان ہورہے ہیں۔بچے ماں باپ کو دیکھ کر لڑ رہے ہیں۔تو حضور پاک کا
عمل یہ ہے کہ فتح مکہ میں تشریف لے جاتے ہیں اور فاتح کی حیثیت سے ایک
آدمی کے خون کی ایک بوند نہیں نکلی۔ تو اب یہ بھی جھوٹ ہے کہ ہم حضور
سے محبت کرتے ہیں، عشق کرتے ہیں۔ تو جھوٹ جو ہے وہ صراط مستقیم نہیں
ہوسکتی۔ صراط مستقیم کی

definition

یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی جو طرز زندگی وہ ہم اپنائیں اور اللہ کے
رسول کی جو طرز فکر ہے وہ ہمارے اندر موجود ہو۔ تو اللہ کی سنت پہ ہم
عمل نہیں کرتے۔ اللہ کے پیغمبر سے محبت کا دعویٰ تو ضرورکرتے ہیں لیکن وہ
بھی جھوٹا۔ اب آپ یہ دیکھیں پاکستان بنے ہوئے پینتالیس سال ہوگئے۔ اسلام کے
نام پر بنا تھا۔ اسلام آئے گا، اسلام آئے گا، اسلام آئے گا۔ اس میں سبھی شامل
ہیں عوام پہلے شامل ہے۔ تو کیا ہم نے کیا؟ گھریلو زندگی میں آپ دیکھیں کتنا
اسلام نظر آرہا ہے آپ کو؟ کھانے پینے میں، رہائش میں ، صوفے سیٹ میں ،
گھروں میں، بستروں میں،کیا حضور ایسے ہی بستروں میں سوتے تھے جس طرح
کہ بستروں میں ہم سوتے ہیں؟ کیا حضور پاک ﷺ ایسے ہی گھر میں رہتے تھے
جس طرح کے گھروں میں ہم رہتے ہیں؟ کیا حضور پاک ﷺ اسی طرح کے کھانا
کھاتے تھے جس طرح کھانا ہم کھاتے ہیں؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ
بھئی گورے کو کالے پر فضیلت نہیں ہے۔ اور کالے کو گورے پر فضیلت نہیں ہے۔ اور
گورے کو کالے کو پر فضیلت نہیں ہے۔ ... کل مومن اخواۃ ... کہ تمام مسلمان اور
مومن جو ہیں وہ بھائی بھائی ہیں۔ ہمارے فرقے بندی ہے۔ کوئی دیوبندی ہے،
کوئی بریلوی ہے، کوئی کیا ہے کوئی کیا ہے ، کوئی وہابی ہے ، کوئی غیر مقلد
ہے، کوئی شیعہ ہے ، کوئی سنی ہے۔ تو یہ تو سب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے
خلاف ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا ... کہ
اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ متحد ہوکر پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ نہ
ڈالو۔ تو مسلمان کا مطلب ہی تفرقہ بازی ہے۔ تو صراط مستقیم کہاں ہوا
بھائی؟ قرآن کے خلاف ہماری زندگی۔ اللہ کے رسول کے خلاف ہماری زندگی۔
اور ہم محض نماز پڑھ کر روزہ رکھ کر یہ کہتے رہتے ہیں کہ ہم صراط مستقیم
پر ہیں۔ ہمیں سکون کیوں نہیں ملتا؟ نہیں صراط مستقیم کی جو تعریف ہے
وہ چونکہ پوری نہیں ہوئی اس لئے آپ کوئی بھی عمل کریںگے اجر کی بات تو
اللہ کے پاس ہے مرنے کے بعد کیا ہوتا یہ کسی کو پتہ نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ
ہماری یہ ٹوٹی پھوٹی نمازیں کوئی ایک نماز ایسی ہوجائے جس کو اللہ قبول
کرلے تو بیڑا پار ہوجائے گا۔لیکن سکون نہیں مل سکتا۔ سکون تو جبھی ملے گا
جب آپ ... ادخلوا فی السلم کافۃ ... اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اسلام میں پورے کے
پورے داخل ہوجاؤ۔آدھا تیتر ، آدھا بٹیر نہیں چل سکتا۔ اور ہم جو ہیں اگر
ہماری زندگی کا تجزیہ کیا جائے تو تین حصے زندگی تو ہماری دنیا میں غرق ہے۔
اور ایک حصہ جو زندگی ہے وہ دین کے کاموں میں ہم لگاتے ہیں لیکن اس میں
بھی وہ آداب پورے نہیں کرتے جو دین کے آداب ہیں۔تو میرے بھائی یہ جو ہمیں
سکون نہیں مل رہا نماز پڑھنے کے بعد بھی ، روزہ رکھنے کے بعد بھی اس کی
وجہ یہ ہے کہ صراط مستقیم کی جو تعریف ہے وہ ہم پوری نہیں کررہے ہیں۔
اب نماز ہم پڑھتے ہیں۔اب آپ دیکھیں نماز میں دل ہی نہیں لگتا۔ سترہ رکعتیں
ہوتی ہیں عشاء میں سب سے زیادہ نماز ہوتی ہے سترہ رکعتیں۔ اب ما شاء
اللہ میرے سمیت اتنے سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کیا کسی بھائی کا ذہن سترہ

رکعتوں میں سے ایک رکعت میں یکسو ہوجاتا ہے۔ ہم سترہ رکعتوں میں
چونیتس سجدے کرتے ہیں۔ چونتیس سجدوں میں ایک سجدہ بھی ایسا نہیں ہوتا
جس کے بارے میں آپ خود یہ کہیں کہ یہ سجدہ جو ہم نے صحیح کرلیا ہے۔اللہ
میاں تو دیکھ ہی رہا ہے لیکن ہم خود بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ بھئی ایک
سجدہ ہم نے ایسا کیا جس میں ہمارا اللہ کے ساتھ رابطہ ہوا۔ ایک سجدہ ہم
نے ایسا کرلیا کہ ہمیں دنیا کا کوئی خیال نہیں آیا صرف اللہ کے ساتھ ہمارا تعلق
قائم ہوگیا۔ تو چونیتس سجدوں میں ایک سجدہ بھی ہم سے صحیح نہیں ہورہا
ہے۔ تمام دنیا کے خیالات اس کے اندر آرہے ہیں۔تو پھر آپ کیسے شکوہ کرسکتے
ہیں کہ صاحب سکون نہیں ملتا۔ پریشانیاں ذہن میں ہے۔ دماغی خلفشار ذہن
میں ہے۔ دماغی خلفشار کی وجہ یہ ہے کہ ہم زبان سے تو کہتے ہیں ، جسمانی
عمل تو کرتے ہیںلیکن زبان سے کہنے میں اور جسمانی عمل میں روح شامل نہیں
ہے، یقین شامل نہیں ہے، دل شامل نہیں ہے۔ ابھی آپ خدانخواستہ کوئی
پریشانی لاحق ہوجائے ۔ کسی کا بچہ ادھر ادھر ہوجائے ۔ اب آپ دیکھیں اس کا
کھانا پینا، سونا جاگنا، حرام ہوجائے گا۔ بس بچے کی کسی نہ کسی بچہ واپس
آجائے۔ جہاں بھی آپ کو یہ امید بندھے گی کہ وہاں سے میرے بچے کے لئے کوئی
نہ کوئی کال ہوسکتا ہے۔ آپ وہیں پہنچ جائیں گے۔ دنیاوی طرزوں میں بھی ،
روحانی طرزوں میں بھی۔ایسے ایسے لوگ جو روحانیت کو مانتے ہی نہیں ہیں،
مذاق اڑاتے ہیں۔ میرے پاس آئے ہیں ایسے لوگ صاحب روحانیت تو کیا ہے، کیوں
ہے ، خدا نخواستہ ان کے اوپر کوئی وقت پڑ جائے میرے آگے ہاتھ جوڑ کے کھڑے
ہوجاتے ہیں صاحب ایسا کچھ کردو ہمارا بچہ گھر آجائے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے
کہ بچوں کی اہمیت زیادہ ہے ۔ اور جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو نمازمیں ہمارا دل
ہی نہیں لگتا ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی اہمیت بچے سے بھی کم ہے۔ ان
اموالکم و اولاد کم فتنہ ... کہ یہ تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تمہارے لئے فتنہ
ہیں۔ واللہ عندہ اجر عظیم ... لیکن یہی مال اور اولاد اگر اللہ کے لئے ہو تو اس
میں آپ کو دیکھئے حضرت عثمان کا واقعہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ وہ بھی بڑے
دولت مندتھے۔لیکن ان کی ساری دولت اسلام کے نام پر تھی۔حضور قلندر بابا
فرمایا کرتے تھے مجھے مسلمانوں پہ بڑی حیرت ہے کہ دولت مند تو سب بننا
چاہتا ہے لیکن حضرت عثمان کوئی نہیں بننا چاہتا۔ ایک واقعہ انہوں نے بڑا
عجیب سنایا کہ ایک بندہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ یا رسول
اللہ مجھے شہد چاہئیے۔ حضور نے فرمایا کہ بھئی عثمان کے پاس چلے جاؤیہ
جب حضرت عثمان کے پاس پہنچے تو وہاں یہ دیکھا کہ اونٹ بیٹھے ہوئے ہیں اور
ان کے اوپر گیہوں کی بوریاں لادی جارہی ہیں۔ تو کچھ گیہوں گر گیا نیچے۔ سیر
دو سیر گر گیا۔ تو وہ ناراض ہورہے تھے حضرت عثمان کہ بھئی یہ گیہوں گرا
کیوں؟ بہت ناراض ہورہے تھے۔ تو اس بندے نے یہ سوچا کہ اتنے اونٹ بیٹھے ہیں
اتنی بوریاں گندم کی ہیں یہ سیر دو سیر یا پانچ سیر گیہوں میں اتنے ناراض
ہورہے ہیں اپنے ملازمین کے اوپر مجھے کیا شہد دیں گے۔ وہ پھر واپس چلے گئے۔

اور رسول سے کہا مجھے شہد چاہئے۔ تو انہوں نے کہا بھئی میں نے تم سے کہا
کہ تم عثمان سے جا کر کہو۔ انہوں نے کہا جی وہ تو بڑے ہی کنجوس آدمی ہیں
اتنا سا گیہوں گر گیا اس میں ملازمین پریشان ہیں وہ غصے میں ہیں۔ کہنے لگے
بھئی تم جاکر کہو تو سہی۔اب جب واپس آئے تو وہ اونٹ جاچکے تھے۔حضرت
عثمان غنی بیٹھے ہوئے حساب کتاب کررہے تھے۔ تو انہوں نے ان کے ملازم سے
کہا کہ بھئی مجھے شہد چاہئیے۔ یہ بھی کہا ہوگا کہ بھئی حضور کے پاس گیا تھا
حضور نے ...۔ ملازم نے عثمان سے کہا کہ صاحب یہ صاحب ہیں وہاں سے آئے
ہیں انہیں شہد چاہئیے۔ تو انہوں نے کہا بھئی شہد دے دو۔ تو اس نے کہا لاؤ
برتن تمہیں شہد دے دوں۔ تواس نے کہا بھئی برتن تو میں لایا نہیں۔ تو اس نے
پھر کہا کہ سرکار یہ برتن نہیں لے کر آئے ہیں۔کہنے لگے کہ کپّا اٹھا دو۔ کپّے سے
مراد اونٹ کا وہ جو کتنا ہوتا ہے۔ ناں اتنا بڑا اس میں کپے میں ڈیڑھ دو من تو آتا
ہی ہوگا۔ شہد بھاری ہوتا ہے۔ تو انہوں نے کپّا اٹھا دیا۔ وہ بندے کو لے کر گیا
ملازم کہ بھئی اٹھالو۔ اب وہ جو اٹھایا تو وہ ہلا ہی نہیں۔ وہ کہنے لگے یہ تو
میں اٹھا ہی نہیں سکتا۔ بہت بھاری ہے۔ وہ حضرت عثمان کے پاس گیا کہ
سرکار یہ اس کی سکت سے بہت زیادہ بہت بھاری ہے۔ یہ نہیں اٹھا سکتا۔ تو
ناراض ہوگئے کہ بھئی یہ کیا بار بار کہتا ہے۔ اونٹ پہ لاد کہ دے دو۔ تو انہوں نے
جناب اونٹ پہ کپّا رکھ کر دے دیا۔ تو مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان ہمارے ہی
جیسے انسان تھے بھئی روٹی بھی کھاتے تھے۔ کپڑے بھی پہنتے تھے۔ بات کیا تھی کہ
ان کے اندر یقین تھا اور وہ صحیح معنوں میں صراط مستقیم پر چل رہے تھے۔ان
کو یہ پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار سے ایک بندہ آیا ہے۔ تو ان کے ذہن میں یہ
نہیں آیا کہ یہ بندہ کسی طرح خالی چلا جائے۔ اس کو اتناسا فرض کیجئے ایک پاؤ
یا ایک سیر شہدکی ضرورت تھی۔ اونٹ سمیت اس کو شہد لے کر بھیج دیا۔ تو
اب ہم اپنے دلوں میں جھانکیں گریبانوں میں ، میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ وہ جب
کوئی فقیر پیسے مانگتا ہے۔ میں یہ پہلے بھی کئی دفعہ بتاچکا ہوں آپ جیب میں
سے پیسے نکالیں گے جو سب سے سڑا ہوا، گلا ہوا ، بدبودار نوٹ ہوگا وہ اسے دے
دیں گے۔ جتنے گلے سڑے نوٹ ہیں وہ سب اللہ کے نام پر دیں گے آپ ۔آپ دیکھیں
یہ میں نے یہی دیکھا ہے۔ بھئی کہ اس کو چھانٹیں گے باقاعدہ۔ جو بالکل خستہ
حال ہوگا جس میں سے بدبو آرہی ہوگی وہ فقیرکو دیں گے۔جب بھی اللہ کے نام
پر خرچ کا کہیں تذکرہ آئے گا آپ سڑے سڑے نوٹ نکال کر خرچ کریں گے۔ تو اب
آپ کیا اللہ میاں اتنا آپ کو نواز رہا ہے۔ اتنا آپ کو دے رہا ہے۔ ہر چیز مفت دے
رہا ہے۔پانی مفت، ہوا مفت ، روشنی مفت، زمین مفت، ہر چیز مفت اللہ دے
رہا ہے۔ آپ اللہ کے لئے کیا کررہے ہیں۔ اللہ کے لئے کیا کیا۔ تو سکون تو بھائی
جب ملے گا جب آپ واقعتا جو عمل بھی کریں گے اس کے پیچھے خلوص ہوگا ،
اللہ ہوگا ، اس کے پیچھے رسول ہوگا۔ اس میں آپ کی دنیاوی کوئی غرض نہیں
ہے۔ اگر دنیاوی غرض ہوگی تو دنیاوی غرض میں تو یہ ہے کہ آپ اپنے دوست
کی کوئی مدد کریں یا تحفہ دیں اور آپ کے ذہن میں یہ بات ہو میں دس روپے کا

تحفہ دے رہا ہوں وہ بھی مجھے بیس روپے کا دے گاتو دوست آپ سے ناراض
ہوجائے گا کہ بھئی مجھے نہیں چاہئیے۔تو صراط مستقیم کا مطلب یہ ہے کہ آپ
کے اندر رسول اللہ ﷺ کی طرز فکر پیدا ہوجائے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کی طرز
فکر پیدا ہوجائے گی تو یقینا سکون ملے گا۔ اور جب تک طرز فکر پیدا نہیں ہوگا
آپ کچھ بھی کرلیں سکون نہیں ملے گا۔ اب جہاں تک یہ عبادت کا تعلق ہے ۔
اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں۔ جس طرح چاہیں قبول کرلیں ، نہ قبول کرلیں۔
سکون کے لئے ضروری ہے کہ آپ کا ظاہر باطن ایک ہو اور اللہ اور اللہ کی
کتاب پر ہمارا صحیح معنوں میں ایمان ہو۔ (اختتام)